نهج البلاغہ

<"xml encoding="UTF-8?>

مقدمہ

نهج البلاغہ علوم و معارف کا وہ سرمایہ ہے کہ جس کی عظمت و اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے اور ہر زمانہ کے علماء و ادباء نے اس کی عظمت و بلندی کا اعتراف کیا ہے ۔ نهج البلاغہ صرف ادبی شاہکار ہی نہیں بلکہ و اخلاق کا سرچشمہ اور ایمان و حقائق کے معارف کا خزینہ ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں وحی الهی کی خوشبو اور کلام نبوی کی شمیم کو محسوس کیا جاسکتا ہے یہ کتاب وحی الهی کے انقطاع کے بعد یقین و اطمنان کے لحاظ سے علم و حکمت کی جیتی جاگتی تصویر ہے جس میں حکمت آمیز و پند و نصیحت کے گوہر شاہوار موجود ہیں جو تعلیم و تزکیہ میں ہم دوش قرآن ہے جس پر عمل پیرائی دین و دنیا کی سعادت ہے ۔ نهج البلاغہ میں مندرجہ ذیل خطبات و مکتوبات میں دوچار خطبوں اور ایک آدھہ خط کے علاوہ تمام تحریریں اس دور کی ہیں کہ جب آپ ظاہری خلافت پر قابض ہوئے جبکہ اقتدار و حکومت کے لالچی افراد اور شورش پسندوں نے خون عثمان کو ھوا دیکر آپ کو لڑائیوں میں الجھائے رکھنا ہی اپنا مقصد سمجھ رکھا تھا مگر شیعوں کی جنهکار اور گھمسان لڑائیوں میں بھی آپ حکمت آمیز اشارے اور ذهنی انتشار کے ہجوم میں ہدایت و تربیت کے فرائض انجام دیتے رہے ۔

نهج البلاغہ میں معانی و بیان کی مناسبتیں تشبیہ و استعارہ کی لطافتیں فلسفہ و حکمت کے حقائق اور الهیات کے دقیق مسائل فصاحت و بلاغت کا نقطہ ارتقاء طرزادا کی لطافتیں و جامع دستور حکومت مختصر جملے اور ضرب المثلین اخلاقی شائستگی خود اعتمادی کلام کی قوت و لطافت ہر اہل ذوق و فن کو اپنی طرف کھیچتے ہوئے کون ادیب فی البلدی ایسے خطبات دے سکتا ہے کون عارف مختصر حکمت آمیز کلمات کو بیان کرسکتا ہے کون حاکم ہے جو سیاست و مدیریت کے عمیق پہلوں کو بیان کرسکے علامہ سید رضی (رح) کا دنیائے علم و ادب پر بڑا احسان ہے کہ ان جواہر ریزوں کو بڑی کدوکاوش و تحقیق و جستجو سے جمع کیا اور اس کا نام نهج البلاغہ رکھا ۔

اس کتاب میں ۲۳۹ خطبات اور ۷۹ مکتوبات و ۴۸۰ حکمت آمیز کلمات قصار ہیں سید رضی (رح) نے مندرجات نهج البلاغہ کے اسناد و مدارک کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ اس زمانے میں یہ مندرجات اس قدر مشہور و معروف تھے کہ اس کے مصادر کے ذکر کا احساس ہی نہ تھا اگر چہ چند قرن کے بعد بہت سے منابع متعصب وعناد پرست افراد کے ہاتھوں نذر آتش ہوگئے لذا بہت سے متجر علم و دانش نے مصادر نهج البلاغہ کو جمع کیا ۔

انگیزہ تالیف

میں نے عالم جوان میں خصائص الائمہ تالیف کی جو آئمہ اطہار (ع) کی نورانی زندگی اور قیمتی ارشادات پر مشتمل تھی یہ کتاب چند فصلوں پر مشتمل تھی اور آخری فصل میں چند مختصر کلمات کو رقم طراز کیا جسے

بہت سے دوستوں نے پسند کیا اور ان کلمات کے بے نظیر نکات سے محو حیرت ہوگئے ان لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ ایسی کتاب تالیف کریں جو مولائے کائنات علی ابن ابی طالب (ع) کے ارشادات و کلمات پر مشتمل ہو میں جانتا تھا اس میں بڑی کدو کاوش کی ضرورت ہے اور میں نے اس کام کو اس لئے شروع کیا کہ آنحضرت کے تمام فضائل و مناقب کے علاوہ آپ کی فن سخنوری و خطابت کو لوگوں کے سامنے آشکار کروں کیوں کہ یہی ذات وہ نقطہ کمال ہے جو فصاحت و بلاغت و خطابت کے کے تاجدار ہیں (۱)
اس وقت بڑے بڑے علماء و ادباء و خطباء و محدثین اہل سنت موجود تھے اور بغداد ہی جم غفیر تھا ۔

نہج البلاغہ بعض متعصبین کی نگاہ میں :

علامہ سید رضی کے بعد تقریبا دو ڈھائی سو برس تک نہج البلاغہ کے خلاف کوئی آواز اٹھتے ہوئے نظر نہیں آئی ہے بلکہ متعدد اہل سنت نے اس کی شرحیں لکھی ہیں جیسے ابوالحسن علی ابن ابی القاسم بیہقی متوفی ۵٦۵ ھ امام فخرا الدین متوفی ٦۰٦ ابن ابی الحدید معتزلی متوفی ٦۵۵ و علامہ سعد الدین تفتازانی وغیرہ ۔ ۔ ۔ انھیں شرحوں کے نتیجہ میں عوام نہج البلاغہ سے آشنا ہوئی ہے اور یہ بات قابل لحاظ ہے کہ نہج البلاغہ کے بارے میں تعصبی آواز نہج البلاغہ کے مرکز تالیف یعنی بغداد یا عراق کے کسی شہر سے بلند نہ ہوئی بلکہ مغربی مملکت جہاں بنی امیہ کی سلطنت تھی وہاں ابن خلکان مغربی کی زبان سے یہ آواز بلند ہوئی کہ(قدامت اختلف الناس فی کتاب نہج البلاغہ المجموعۃ من کلام علی ابن ابی طالب ھل ھو جمعہ اواخوہ سید رضی و قیل انہ لیس من کلام علی ابن ابی طالب و انما الذی جمعہ و نسبہ الیہ ھو الذی و ضعہ واللہ اعلم)
ابن خلکان متوفی ٦۸۱ ھ سید مرتضی کے حالات میں لکھتا ہے لوگوں نے اس سلسلے میں اختلاف کیا ہے کہ نہج البلاغہ جو علی ابن ابی طالب (ع) کے کلام کا مجموعہ ہے اس کا جامع کون ہے آیا اسے سید مرتضی نے جمع کیا یا ان کے بھائی سید رضی نے اور قول قیل ہے کہ یہ علی ابن ابی طالب (ع) کا کلام نہیں ہے بلکہ جنھیں اس کا جامع سجمھا جاتا ہے وہی اس کے مصنف ہیں واللہ اعلم :
ڈوبتےکو تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے لذا ابن خلکان سے بڑھ چڑھ کر دیگر متعصب افراد کو یہ ہمت پیدا ہوئی کہ بغیر کسی قیل و قال کے نہج البلاغہ کے کلام امیر المومنین (ع) ہونے کا انکار کرنے لگے جیسے سید مرتضی کے حالات میں ذہبی متوفی ۷۴۸ ھ لکھا تن طالع کتابہ نہج البلاغہ جزم با انہ مکذوب علی امیرالمومنین فقیہ السب الصریح بل حط علی السدین ابی بکر و عمر :
اگر کوئی کتاب نہج البلاغہ کا مطالع کرے تو اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ کلام امیر المومنین (ع) کا نہیں ہے کیونکہ اس میں کھلم کھلا اظہار بیزاری اور شخین کی تنقیص ہے
اس تعصبی انداز پر تعجب ہے کہ پہلے اسے سید مرتضی کا کارنامہ قرار دیتا ہے اور پھر یکسرہ یقینی حالت میں اظہار کرتا ہے کہ امیر المومنین (ع) کی طرف اس کتاب و کلام کی نسبت جھوٹی ہے اور ساتھ ہی ساتھ دلیل بھی دیتا ہے کہ اسمیں کوئی ایسی عینک مل گئی جو ان سے پہلے کسی کے پاس نہ تھی کا علمی دنیا میں دوسرداروں کی تنقیص کی وجہ سے یقینی نسبت کو جھوٹ کہنے کی قیمت ہے یہ تو بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے قرآن کے نازل ہونے کے بعد مشرکین کا ایک طبقہ الہی ہونے کا اس لئے انکار کرے کہ اس میں اللہ کی مذمت و تنقیص ہے ۔

کاش حقیقت کو حقیقت کے اعتبار سے دیکھتے نہ کہ جذبات کے لحاظ سے مگر ان کا طرہ امتیاز ہی یہ ہے کہ وہ ہر قانون شریعت کو جذبات کے تحت دیکھتے ہیں ۔
مناظرہ کے میدان کا سب سے آسان ہتھیار بن گیا کہ جب نہج البلاغہ کا کوئی کلام بطور دلیل پیش ہو تو اس کا یہ کہکر انکار کر دیا جائے کہ یہ امیر المومنین کا کلام نہیں ہے ۔
انھیں کی پیروی کرتے ہوئے علامہ یا فعی متوفی ٧٦٨ ھ و ابن العمار متوفی ٨٠٨ ابن حجر عقلان متوفی ٨٥٢ ھ نے بغیر کسی تحقیق کے یہ کہہ ڈالا کہ یہ کتاب سید رضی کی تصنیف ہے یا سید مرتضی کی ہے ۔
علامہ سید ذیشان حیدر جوادی نے اپنی مترجمہ نہج البلاغہ کے مقدمہ میں تقریبا اکسٹھ ایسی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں کہ جو خطبات وفرامین امیر المومنین (ع) کے حوالے سے سید رضی کی ولادت سے سالہا سال پہلے لکھی گئی ہیں اس موقع پر وہ تحریر کرتے ہیں کیا اس کا بھی امکان ہے کہ انسان دنیا میں آنے سے پہلے اپنے کلمات مولفین کے اذہان تک منتقل کردے ایسا ہوسکتا ہے تو یہ سید رضی کے معجزات میں شمار ہوگا جس کا اسلامی دنیا میں کوئی امکان نہیں پایا جاتا ہے ۔
ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ بعض ہوس پرستوں کا یہ گمان ہے کہ نجھ البلاغہ کا عمدہ حصہ بعض شیعوں کا گڑھا ہوا کلام ہے اور بہت سے لوگ اس کے بعض حصوں کو سید رضی اور بعض دوسرے افراد کی طرف سے گڑھا ہوا تصور کرتے ہیں لیکن یہ لوگ اس قدر متعصب ہیں کہ تعصب کی وجہ سے ان کے دل کی آنکھیں اندھی ہوگئی ہیں اور وہ سیدھے راستہ سے منحرف ہوگئے ہیں اور قلت معرفت و میزان کلان سے نہ آشنا ہونے کی وجہ سے بے راہ روی کا شکار ہوگئے ہیں (٢)
سید رضی نے اپنی کتاب المجازات النبویة کے ان صفحوں ص٣٨٧ ۔ ص ٢٣٧ ۔ ص ١٩٥ ۔ ص ٣٦ ۔ ص ٣٥ ۔ پر وضاحت کی ہے کہ نہج البلاغہ کو میں نے جمع کیا ہے اسی طرح اپنی کتاب حقایق التاویل ص ٢٨٧ ۔ پر اور خصائص الائمہ کے دیباچہ میں بھی اسی مطلب کو تحریر کیا ہے ۔ اور اہل سنت کے مصنف مزاج و حقیقت شناس علماء و ادباء و حفاظ نے نہج البلاغہ کے مندرجات کو کلام امیرالمومنین مانتے رہے ہیں اور اس کا اظہار کرتے رہے ہیں اور شرحیں و مصادر نہج البلاغہ بھی رقمطراز کی ہیں ۔

نہج البلاغہ علماء اھل سنت کی نگاہ میں :

١) علامہ البو حامد عبد الحمید ابن ھبة اللہ معروف بہ ابن الحدید مدائنی بغدادی متوفی ٦٥٥ نے نہج البلاغہ کی مبسوط شرح لکھی ہے وہ حضرت امیرکے فضائل ذاتیہ میں فصاحت کے ذیل میں لکھتے ہیں ۔
(اما الفصاحة فھو امام الفصحاء و سید البلغاء و عن کلامہ قیل دون الخالق و فوق کلام المخلوق و عنہ تعلم الناس الخطابة و الکتابة)
آپ کی فصاحت فحاء کے امام اور بلغاء کے سردار آپ ہی کے کلام کے لئے کہا گیا ہے کہ خالق کے کلام سے نیچا اور کلام مخلوق سے بالا ہے اور آپ ہی دنیائے علم نے خطابت وکتابت سیکھی ہے ۔
٢) علامہ سعد الدین تفتازانی متوفی سنہ ٧٩١ ھ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں و اذا فصھھم لسانا علی ما یشھد بہ کتاب نہج البلاغہ : امیرالمومنین (ع) سب سے زیادہ فصیح اللسان تھے جس کی گواھی کتاب نہج البلاغہ کی صورت میں موجود ہے ۔

۳) علامہ علاء الدین قوشجی متوفی ۸۷۵ ھ شرح التجرید میں قول محقق طوسی افصحھم لسان کی شرح میں لکھتے ہیں علی مایشھد بہ کتاب نھج البلاغہ وقال البلغاء ان کلامہ دون کلام الخالق و فوق کلام المخلوق افصح اللسان پر کتاب نہج البلاغہ گواہ ہے اور بلغاء کا کہنا ہے کہ آنحضرت کا کلام خالق کے کلام سے نیچا اور کلام مخلوق سے بالا ہے ۔

۴) محمد بن علی طباطبا معروف بہ ابن طقطقی اپنی کتاب تاریخ الفخری فی الادب السلطانیہ والدول الاسلامیہ مطبوعہ مصر ص ۹ پر لکھتے ہیں عدل ناس الی نھج البلاغہ من کلام امیر المومنین علی ابن ابی طالب فانہ الکتاب الذی یتعلم منہ و الموعظ و الخطب و التوحید و الشجاعة و الفرھد و علوالھمة و ادنی فوائد الفصاحة و البلاغة :)

بہت سے لوگوں نے نہج البلاغہ کی طرف توجہ کی جو امیر المومنین علی ابن ابی طالب (ع) کے کلام پر مشتمل ہے اسی کتاب سے حکم و مواعظ توحید و شجاعت و زھد بلند ہمتی کا درس حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کتاب کا سب سے مختصر فائدہ فصاحة و بلاغت ہے :

۵) ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ اگر عرب کے تمام فصحاء کو جمع کیا جائے اور کلمات امام کو باالخصوص خطبہ نمبر ۲۲۱ کی تلاوت کی جائے تو بہتر یہ ہے کہ سب اس کلام کے سامنے سجدہ ریز ہو جس طرح آیات سجدہ قرآنی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں (۳)

٦) عبد الحمید یحیی جو فن خطابت و کتابت میں عربوں کے درمیان ضرب المثل تھا اس سے پوچھا گیا کہ فصاحت و بلاغت کے اس مرتبہ تک کے پہونچنے تو اس نے جواب دیا حفظ کلام الاصطع) اصلع یعنی جس کے سر کے اگلے حصے کا بال چھڑ گیا ہو ۔

اس ضمیر فروش نے مولا کا نام اس لئے نہیں لیا کہ مروان بن محمد آخری اموی خلیفہ کے دربار کا کاتب تھا ۔

۷) حافظ متوفی ۲۵۵ ھ کہتا ہے علی کرم اللہ وجھہ رسول خدا (ص) کے بعد سب سے زیادہ فصیح و دانشمند و زاھد تھے امور شریعت و حق میں سختگیر اور پیامبر (ص) کے بعد بطور مطلق خطبائے عرب کے امام جانے جاتے تھے ۔ (۴)

۸) علامہ احمد بن منصور کا زردنی اپنی کتاب مفتاح الفتوح میں امیر المومنین (ع) کے حالات میں لکھتے ہیں (ومن تامل فی کلامہ و کتبہ و خطبہ و رسالاتہ علم لا یوازی علم احمد و فضائل لا تشاکل فضائل احد بعد رسول اللہ و من جملتھا کتاب نھج البلاغہ) جو بھی امیر المومنین (ع) علی ابن ابی طالب کے کلام و خطوط و خطبوں و رسالوں پر غور و فکر کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ رسول اسلام (ص) کے بعد کوئی بھی علم و فضائل علی ابن ابی طالب (ع) کے برابر نہیں ہے ۔ اور انھیں میں سے کتاب نہج البلاغہ ہے ۔

۹) مفتی دیار مصر یہ علامہ شیخ محمد عبدہ متوفی ۱۳۳۲ ھ اپنی شرح کے مقدمہ میں کہتے ہیں کہ نہج البلاغہ کے اثناء مطالعہ مجھے ایسا تصور ہورہا تھا کہ جیسے لڑائیاں چھڑی ہوئی ہیں نبرد آزمائیاں ہورہی ہیں بلاغت کا زور ہے اور فصاحت پوری طاقت سے حملہ ور ہے تو ھمات شکست کھارہے شکوک و شبہات پیچھے ہٹ رہے ہیں خطابت کے لشکر صف بستہ ہیں طاقت لسان کی فوجیں شمشیر زن اور نیزہ بازی میں مصروف ہیں وسوسوں کا خون بہایا جارہا ہے تو ھمات کی لاشیں گررہی ہیں اور یکدفہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بس حق غالب آگیا اور باطل ہار گیا تصورات باطل کا زور ختم ہوگیا اور اس فتح و نصرت کا سہرا اسد اللہ غالب علی ابن ابی طالب (ع) کے سر ہے ۔ (نقل از مقدمہ نہج البلاغہ مفتی جعفر صاحب اردو)

۱۰) حجتة الاسلام آقای مروی نے حجة الاسلام والمسلمین خطیب توانا آقای فلسفی کی سالگرد و رحلت پہ ایک

واقعہ بیان کیا جسے آیۃ اللہ جواد مغنیہ نے اپنی کسی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ہر سال شب غدیر ملک لبنان میں شیعہ و سنی مل کر ایک محفل منعقد کرتے تھے اور مشہور و معروف خطیبوں میں ایک خطیب کو دعوت دیتے تھے ایک سال مصر کے بہت مشہور خطیب امیر شکیب کو دعوت دی ناظم محفل نے جب برنامہ کا اعلان کرنا شروع کیا تو خطیب کا اعلان اس طرح کیا (ألاتسمعون کلمتہ من الامیر شکیب انھی سمی الامیر لأنہ شبیہ بالامیر بیانا) اے لوگوں ابھی امیر شکیب رونق افروز منبر ہونگے اور سنوار انھیں امیر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ امیر المومنین کے بیان سے شباھت رکھتے ہیں اس اعلان کو سنتے ہی غضب شکیب (من ھذا التشبیہ) اس تشبیہ کو سنتے ہی امیر شکیب کی پیشانی پر بل پڑگئے اور جب منبر پر پہونچے تو بغیر بسم اللہ کہے یہ جملے کہے جب سے میں پیدا ہوا ہوں مجھے کسی نے اتنا شرمندہ نہ کیا جتنا آج اور یہ کہ واللہ ان کل ما فی الارض عد اللہ و الرسول لا یشبہ غبار الذی علی حافر فرس علی ابن ابی طالب خدا کی قسم اس کائنات ہست و بود کی تمام اشیاء کو امیر المومنین کے سوار کی ٹاپوں تلے ذات سے بھی تشبیہ نہیں دے سکتے ۔

المختصر یہ ہے کہ نہج البلاغہ پر انگلی اٹھانے والے انگشت بے شمار ہیں اور عظمت نہج البلاغہ کے معترفین کی تعداد بہت زیادہ ہیں ۔

نہج البلاغہ کی عظمت غیر مسلموں کی نگاہ میں :

۱) علامہ مرحوم سید ھبۃ الدین شہرستانی اپنی کتاب موھو نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے مسیحی دانشور امین نحلۃ سے درخواست کی کہ حضرت علی کے کلمات میں چند کلمات کو چنیں اور انھیں کتابی صورت میں شائع کیا جائے تو اس میں مسیحی دانشمند نے اس طرح جواب دیا کہ مجھے مجھ سے درخواست کی ہے کہ عرب کی بلیغ ترین شخصیت کے کلمات میں چند کلمات کو منتخب کروں تا کہ تم اسے چاپ کرو فضلا مجھے ایسی کتابوں کا علم نہیں ہے جو اس تقاضے کو پورا کرسکیں ۔ سوائے چند گنی چنی کتابوں کے کہ ان میں سے ایک نہج البلاغہ ہے مین خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور اس کتاب کی ورق گردانی شروع کی تو میں سمجھ ہی نہیں پارہاتھا کہ کس طرح ان کلمات میں سے سو کلمات کا انتخاب کروں اور یہ کلام بلا تشبیہ گویا یوں ہے کہ ایک یاقوت کے دانے کو دوسرے دانے کے ساتھ مقایسہ کرتا ہوا چن لو آخر اس کام کو میں نے انجام دیا اور تمہیں یقین نہ آئے گا کہ کس مشقت و سختی کے ساتھ بلاغت کی اس کان سے ایک ایک کلمہ نکالنے میں کامیاب ہوا ہوں تو مجھ سے یہ سو کلمات لے اور یہ یاد رکھ کہ یہ سو کلمات نور بلاغت کا مرکز اور شگوفہ فصاحت کے غنچے ہیں ۔

دوسری جگہ استاد امین نحلہ کہتے ہیں کہ جو بھی اپنے نفس کی بیماری کا علاج کرنا چاہتا ہے اسے چاہئیے کہ نہج البلاغہ میں امیر المومنین (ع) کے کلمات سے علاج کرے اور اسی کتاب کے سایہ میں زندگی گذارے ۔ (۵)

۲) اسی طرح مرحوم شہرستانی کتاب تنزیہ التنزیہ میں رقمطراز ہیں کہ علی گڑھ یونیورسٹی کے انگریزی استاد مستعد گرینکوی ایک دن دیگر دانشمند افراد کے ساتھ ہم مجلس تھے ان سے اعجاز قرآن کے متعلق سوال کیا گیا تو اس طرح جواب دہ ہوئے کہ قرآن ایک چھوٹا بھائی جس کا نام نہج البلاغہ ہے آیا ممکن ہے کہ کوئی اس کی مثال لے آئے پھر جاکر اس کے بڑے بھائی قرآنی کے متعلق سوال اور اس کی مثال لائے جانے کے امکان پر بحث کی ضرورت محسوس ہونا چاہئیے اسی وجہ نہج البلاغہ کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مخلوق کے کلام سے بلند

و بالا اور خالق کے کلام سے نیچے ۔ (الفضل ما شهدت بہ الاعداء) در حقیقت فضیلت تو وہ ہے کہ جس کی گواہی دشمن دے مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں نے نہج البلاغہ کی قدرنہ کی صرف شرحیں لکھی گئی جس طرح قرآن کی تفسیر با لرای سے اپنے ضمیر کو سکون دیتے رہے ہیں اسی طرح نہج البلاغہ بھی شرحوں سے اپنے خوابیدہ ضمیر کو مزید خواب خرگوش میں مبتلا کرتے رہے ہیں چونکہ یہ کتاب صرف ادبی شاھکار ہی نہیں بلکہ اسلامی دائرہ المعارف ہے جس میں راہ سعادت پہ گامزن ہونے کے لئے تمام دستورات بنحو احسن موجود ہیں :

نہج البلاغہ کی خصوصتیں :

١) مولائے کائنات حضرت علی السلام کی عظیم و بلند شخصیت نہج البلاغہ کے لئے سبب جاودانگی ہے آنحضرت نے اپنے کلام ان تمام صفات کو پر دیا جو لوگوں کو جذب کرسکتی تھی ہر عدالت و آزاد خواہ آپ کے کلام اور آپ کا عاشق نظر آتا ہے اور خاتم المرسلین کے بعد میدان فضیلت کے شہوارکا نام علی اسی وجہ سے ان کا بیان بھی بے بدیل و بے نظیر ہے ۔
٢)فصاحت و بلاغت : خطابت پیام الہی کی تبلیغ کا ایک م ثر و روشن طریقہ ہے کہ جس سے پیامبران الہی نے استعفادہ کیا ہے اور خود قرآن مجید بھی احسن شیوہ بیانی سے مزین ہے مولائے کائنات نے بھی اپنے بیان کو شیوہ ادبی و زیور فصاحت و بلاغت سے مزین جس کی وجہ سے مخاطبین و سامعین کو تھکاوٹ محسوس نہیں ہوسکتی نہج البلاغہ سہل ممتنع کی مالک ہے ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ ج ٦ ص ١۴۵ پر رقمطراز ہیں کہ فصاحت کو دیکھو کیسے اس نے اپنی بھار علی کے حوالے کردی ہے اور خود زبان علی کی تابع بن گئی ہے اور الفاظ کے نظم کو دیکھو کہ کس طرح یکہ بعد دیگرے علی کرم اللہ وجهہ کے اختیار میں ہیں جیسے یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ آیا کتاب سیاست ہے یا کتاب ھدایت آیا یہ کتاب فلسفی ہے یا تاریخی بلکہ مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ نہج البلاغہ رشد وھدایت و سعادت اخروی و دنیوی کے تمام رموز کو رکھتی ہے شاعر و خطیب فصیح و بلیغ افراد کے علاوہ فقہاء و متکلمین و مفسرین و فلاسفہ و جامعہ شناس و اعلاء اخلاق و دیگر دانشمند حضرات نہج البلاغہ سے فیض یاب ہوتے رہے ہیں ۔

زمان تالیف سے دور حاضر تک اس کی ضیاپاشیاں :

نہج البلاغہ اخلاقی تعلیمات کا سر چشمہ ہے اس کے ایک ایک فقرے میں قرآن کی روح اور اسلام کی صحیح تعلیم مضمر ہے جب تک معلم اسلام کے حکمت آمیز کلمات کے آئینہ میں اسلام کے خدو خال کو پہچاننے کی کوشش نہ کی جائے گی اس وقت تک اسلام کے بلند معیار اخلاق سے بیگانہ رہیں گے لذا اس مکرو فریب کی دنیا میں ضروری ہے کہ ماقالہ المرتضی المرتضی کی روشنی میں اسلام کے خدو خال کو پہچنوایا جائے یہ کلام علوی وہ معجزہ قولی کہ جس سے ہر زمانے میں مختلف مکتب خیال کے افراد استعفادہ کرتے رہے ہیں جس طرح قرآن پیامبر اسلام معجزہ قولی ہے اسی طرح نہج البلاغہ وصی پیامبر کا معجزہ قولی ہے اس معجزہ کے سدامنے

سبھی عاجز و ناتواں نظر آتے رہے ہیں آنحضرت (ع) کے کلام کی نورانیت اتنی ہی زیادہ کہ ہر مکتب خیال کے علماء و فضلاء نے زمان تالیف سے لیکر آج تک اس کے مطالب و حقائق کو بقدر امکان واضح کرنے کے لئے شرحیں لکھی ہیں علامہ بزرگ تہرانی نے اپنی کتاب الذریعہ ج ۱۴ ۔ ص ۱۱۳ ۔ پر حدودا نھج البلاغہ کی سو شرحوں کا تذکرہ کیا ہے ۔

علامہ امینی نے اپنی عظیم کتاب الغدیر ج ۴ ص ۱۸٦ پر نھج البلاغہ کی ۸۱ شرحوں کا تذکرہ کیا ہے سید عبد الزہراء خطیب نے مصادر نھج البلاغہ ج ۱ ص ۲۴۷ پر نھج البلاغہ کی ۱۴۳ شرحوں کا تذکرہ فرمایا آیۃ اللہ رضا استادی نے کتابنامہ نھج البلاغہ میں ۳۷۰ شرحوں و ترجموں کو لکھا ہے اتنی شرحیں و ترجمے و تعلیقات و مستدرکات اسی کتاب نھج البلاغہ سے ہی قلمبند ہوئے ہیں تببین معارف میں شیوہ نھج البلاغہ مثل قرآن ہے ۔

نھج البلاغہ خود اپنی ضیا پاشی ہی کی وجہ سے ہر دانشمند کے لئے ایک ارزشمن کتاب ہے اور تحریف و اسرائیات بھی محفوظ ہیں چونکہ نھج البلاغہ کی علمی و ادبی اہمیت اور اس کے حقایق آگیں مضامین و اخلاق مواعظ کا وزن نا قابل انکار ہے اور فقہا و علماء اسلام کی مسلسل نظارت و تفسیر سے یہ کتاب محفوظ ہے کسی بھی کتاب کے باقی رہنے کے اسباب و علل پائے جاتے ہیں اور جس قدر اسباب و علل قوی ہونگے کتاب کی ارزش و قیمت بھی زیادہ ہوگی اور نسبت و نابودی سے بھی محفوظ رہے گی :

چند اسباب حسب ذیل ہیں :

۱) راویاں نھج البلاغہ کی کثرت

۲) حفاظ کی کثرت

۳) نھج البلاغہ کی کثرت نسخہ برداری

۴) راویوں کا تسلسل

۵) سید رضی سے پہلے دانشمندان شیعوں کی جمع آوری

٦) آثار علوی کے تحفظ میں علماء شیعہ کی ایثار گری

: انھیں اسباب و علل کی وجہ سے یہ اثر علوی محفوظ و مصون ہے انشاء اللہ تا ظہور یوسف زھراء (س) یہ کتاب چمکتی و دمکتی رہے گی ۔

----

(۱) حالات سید رضی : م لف سید محمد مهدی جعفری ص ٦۲ و ٦۳ ۔

(۲) ابن ابی الحدید ج ۱ ۔ ص ۵۴۳ ۔

(۳) بھج الصباغة ج ۱ ۔ ص ۳۲ ۔

(۴) البیان و التبیین ج ۱ ۔

(۵) عبد الزهراء ۔ مصادر نھج البلاغہ ج ۱ ص ۹۱ و ۹۲ ۔